© rasailojaraid.com

تبصرے

یادوں کی بارات از جناب جوش ملیح آبادی، ضخامت ۵۶ ۵ صفحات، کتابت و طباعت بہتر، قیمت بیس روپے، پتہ : آئینۂ ادب۔ لکھنؤ

جناب جوش ملیح آبادی اردو کے نامور اور عظیم شاعر ہیں، اگرچہ ان کی شاعری میں وہ سوز و گداز نہیں ہے جس سے شعر تیر و نشتر بن جاتا ہے اور نہ اس میں وہ مقصدیت ہے جس سے شعر میں توانائی اور ابدیت کی شان پیدا ہوتی ہے۔ تاہم ان کو زبان و بیان پر جو غیر معمولی قدرت حاصل ہے اور ان کے کلام میں ندرت و جودتِ تشبیہات و استعارات، تخیل کی وسعت اور مشاہدہ کی دقت و باریک بینی کے جو اوصاف و کمالات فراوانی کے ساتھ پائے جاتے ہیں ان کے پیش نظر ان کو اردو زبان کا قاآنی کہا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب جوش صاحب کی خود نوشت سوانح حیات ہے۔ ایک بڑے فن کار کی خود نوشت سوانح عمری سے یہ توقع ہوتی ہے کہ اس میں صاحب سوانح نے فن سے متعلق اپنے نظریہ پر بحث اور اپنے فن کے ارتقا پر گفتگو کر کے کچھ فنی رموز و نکات سمجھائے ہوں گے۔ لیکن اس کتاب میں، کہیں کہیں دو چار جملوں کے علاوہ اس قسم کی کوئی مستقل بحث نہیں ہے، اس کتاب کے خاص موضوع گفتگو یہ ہیں: (۱) خاندانی حالات، ابتدائی نشو و نما، تعلیم و تربیت و ملازمت وغیرہ (۲) احباب (۳) جن سے عشق و محبت کی پینگیں بڑھائی گئیں، زبان و بیان پر جوش صاحب کی قدرت مسلم ہے۔ چنانچہ یہ کتاب نثر میں بھی ان کی اس قدرت کا زندہ ثبوت ہے۔ چنانچہ صفحات کے صفحات ایسے ہیں کہ پڑھتے جائیے اور لطف لیتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائیے۔ علی الخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں جو عبارت لکھی ہے وہ اردو انشار و بلاغت کا شاہکار ہے، لیکن افسوس ہے کہ جوش صاحب نے کتاب میں بحیثیت مجموعی جو لب و لہجہ اختیار کیا ہے وہ شرفار کا ہرگز نہیں بلکہ اوباشوں اور بازاری لوگوں کا ہے، شرفار اس لب و لہجہ کے معاملہ میں کس درجہ محتاط تھے؟ اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہوگا کہ کم و بیش چالیس برس پہلے کی بات ہے، ناصر نذیر فراق دہلوی دلّی کی ٹکسالی اور لال قلعہ کی بیگماتی زبان کے بڑے ماہر اور محقق تھے، ان کا تو انتقال ہو چکا تھا اور میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں، البتہ مرحوم کے صاحبزادہ ناصر خلیق فگار جو زباندانی میں باپ کے صحیح جانشین تھے میرے بڑے مخلص دوست تھے، ایک مرتبہ ان سے گفتگو کرتے ہوئے کسی بات پر میری زبان سے نکلا "رنگ میں بھنگ" موصوف پر یہ سنتے ہی سخت حیرت و استعجاب کی کیفیت طاری ہوگئی، اور بولے: سعید صاحب! دلّی کے شرفار اس طرح نہیں بولتے" میں نے کہا: تو وہ اس قسم کے موقع پر کیا کہتے ہیں" انھوں نے جواب دیا: رنگ اور بھنگ کی بات بازاری لوگ کرتے ہیں، دلّی کے شرفار ایسے موقع پر کہتے ہیں: "کلیل میں غلیل"۔ جوش صاحب نے کتاب میں جگہ جگہ شرافت کا ادعا کیا ہے! لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ شریف درحقیقت وہ شخص ہے جس کی بول چال اور جس کا عمل شریفانہ ہو۔

چنانچہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد مصنف کی جو تصویر ذہن کے پردہ پر ابھرتی ہے وہ ایک ایسے شخص کی تصویر ہے جو ایک خوش حال اور پرانے قسم کے جاگیردارانہ گھرانے میں پیدا ہوا، اور صحیح تعلیم و تربیت کے فقدان اور صحبت بد کے باعث شروع سے ہی اس کی عادتیں خراب اور اس کے طور طریق آوارہ اور بدچلن لوگوں کے سے ہوگئے۔ اس میں شرم و حیا نہ اپنوں کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نہ پہلے کسی کی نام کو نہیں ہے، مذہب کا کیا ذکر! انسانیت و شرافت اور تہذیب و شائستگی کے جو مسلمہ اقدار حیات ہیں ان سے دور کا واسطہ بھی نہیں اور عام سماجی قدریں اس کے ذہن میں اس طرح الٹ پلٹ گئی ہیں کہ اس کے نزدیک فسق و ہوا پرستی کا نام عشق و محبت ہے، وقاحت اس کے نزدیک لائق فخر ہے، دوسروں کو ایذا پہونچانے میں اسے لطف آتا ہے، کذب بیانی شیخی اور تعلی اس کی فطرت اور آوارگی اس کی طبیعت ہے، خودکشی صرف جسمانی ہی نہیں بلکہ معنوی بھی ہوتی ہے۔ جوش صاحب نے یہ کتاب لکھکر اسی قسم کی خودکشی کی ہے، ان میں اگر انسانیت و شرافت کی کوئی ایک ادنی سی رمق بھی موجود ہے تو ہم کو یقین ہے کہ اگر آج نہیں تو کل ان کو یہ محسوس ہوگا کہ انھوں نے یہ کتاب لکھکر عظیم اور ناقابل تلافی ظلم کیا ہے خود اپنی ذات پر، اپنے خاندان پر، اپنی بیوی اور اپنی اولاد پر، اپنے دوستوں اور احباب پر یہاں تک کہ خود اپنے فن پر۔

یادوں کی دنیا از ڈاکٹر یوسف حسین خاں، تقطیع کلاں، ضخامت پانچسو صفحات سے زیادہ، کتابت و طباعت اعلیٰ، قیمت درج نہیں، پتہ: دار المصنفین، اعظم گڑھ[1]

جتنا تکدر جوش صاحب کی "آپ بیتی" کو پڑھ کر ہوا تھا، اتنی ہی مسرت اس کتاب

---

[1] یہ کتاب کم و بیش چار برس پہلے وصول ہوئی تھی۔ لیکن تبصرہ کی نوبت اب آرہی ہے ہوا یہ کہ جب میں علی گڑھ میں تھا دفتر برہان کی طرف سے ایک بڑا بنڈل کتب برائے تبصرہ کا وصول ہوا جس کی ضخامت کو دیکھکر ہی میں سہم گیا۔ میں نے خیال کیا کہ میز پر رکھی ہوئی کتابیں نمٹ جائیں گی تو بنڈل کو کھولوں گا لیکن ہوا یہ کہ میز پر رکھی ہوئی کتابیں کبھی ختم نہیں ہوئیں اور ان میں برابر اضافہ ہوتا رہا اور یہ بنڈل بند کا بند پڑا رہا۔ آخر ابھی پچھلے دنوں یہ بنڈل کھلا تو اس میں یہ کتاب بھی ملی۔

© rasailojaraid.com